OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

امام ابن الملقنؒ اوران کی علمی و تصنیفی کاوشیں: ایک مطالعہ

A Study of Ibn al-Mulaqqin and his Academic Contributions

Hafiz Muhammad Azeem Safdar
Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah Khagga
Assistant Professor of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Abstract

Ibn al-Mulaqqin-famous Shāfiʿī jurist, great Ḥadīth and Sīrah scholar Sheikh Sirāj al-Dīn Abū Ḥafṣ ʿUmar b. ʿAlī b. Aḥmad Ibn al-Mulaqqin (723–804/1323–1401), a writer of various voluminous volumes on variety of Islamic sciences mostly well-known prolific academic personality for his valuable scholarship in the field of *ḥadīth, Sīrah, fiqh, history and Muslim mysticism*. Alʿ Asqalānī (d. 852 A.H.) the famous Egyptian scholar of Hadith and author of *magnum opus "Fatḥ al-Barī"*, was one of his disciple. While engaging himself in different academic aspects of hadith, he also penned down prolifically on numerous other aspects as well. He has been admired by his disciples and successors too like Alʿ Asqalānī, al-, al-'Irāqī, and sibt al-ʿajmī and others high ranked scholars in Muslim history. This study deliberates historical approach to describe Ibn al-Mulaqqin's biographical sketch along with his contribution towards Muslim scholarship. In the last phase of this article, special focus has been centered on his "*Ghāyah al-Sūl fī Khaṣāiṣ al-Rasūl*" by exploring his methodology in detail.

Keywords: Ibn al-Mulaqqin, Academic contributions, study

تمہید

آٹھویں صدی ہجری کے معروف علماء میں شیخ ابن الملقنؒ (م804ھ) کا نام شامل ہے۔ موصوف کو تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کا پورا نام "ابو حفص عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ انصاری اندلسی مصری شافعی" ہے اور ان کے والد کا نام "نور الدین ابو الحسن علی نحوی اندلسی (م724ھ)" تھا جو علم نحو کے ماہر تھے اور ان کا خاندان اندلس سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے

CC BY

والد قاہرہ آ گئے اور ابن الملقن کی ولادت قاہرہ میں 723ھ کو ہوئی۔ ابن الملقنؒ کے والد علی نحوی علم النحو میں سب سے پہلے قلم اٹھانے میں مشہور ہوئے۔ وہ بہت بلند پایہ آدمی تھے، مختلف ممالک کا سفر کیا اور تقریباً ہر جگہ طالبانِ علم و فنون کو فیض یاب کیا۔ ابن الملقنؒ کے والد کا آبائی وطن "وادی آش" ہے۔ یہ اندلس کا ایک شہر تھا جس کو "اسبانیا" کے نام سے شہرت ملی۔ اسبانیا اندلس کے مشہور شہر غرناطہ سے چالیس فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ ہجرت میں نہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے برکت رکھی ہے بلکہ ہمارے نبی رحمت ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر "نور الدین ابو الحسن علی نحوی" نے سوڈان کا رخ کیا وہ سوڈان کے انتہائی جنوب مغرب میں واقع ایک شہر تکرور میں پہنچے۔ ابو الحسن علی نحوی رسالت مآب ﷺ کے اس فرمان سے یقیناً مطلع تھے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا! "خیرکم من تعلم القراٰن وعلمه"[1] تم میں سے بہتر وہ ہے جو (خود) قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔ "غالب امکان یہی ہے کہ زادِ راہ کی فراوانی سے بھی عاری تھے اسی فضیلت و ضرورت کے پیش نظر ابن الملقنؒ کے والد نے اہل تکرور کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کا مقدس فریضہ سر انجام دیا اور اس کے بدلے ان سے کافی و شافی ھدیہ بھی وصول کیا۔ ابو الحسن علی نحوی کا سفر یہیں پر ختم نہ ہوا بلکہ تکرور سے انہوں نے قاہرہ کی طرف رختِ سفر باندھا اور قاہرہ پہنچ کر انہوں نے اسے اپنا مستقل وطن و مسکن بنالیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ابو الحسن علی کو کسی مدرسے میں پڑھائے بغیر بے شمار نامور علماء و فضلاء کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہے، جس سے ابو الحسن علی نحوی کے علمی مقام و مرتبہ کا کافی حد تک اندازہ ہوتا ہے۔

ابن الملقن کی وجہ تسمیہ: ابن الملقن کو یہ نام اپنی والدہ کے شوہر شیخ عیسیٰ المغربی کی وجہ سے ملا۔ دراصل شیخ شرف الدین عیسی المغربی، ابو الحسن علی نحوی کے نہ صرف ہمعصر تھے بلکہ بہت اچھے دوست بھی تھے۔ شیخ عیسیٰ المغربی بہت صالح آدمی تھے۔ قرآنی علوم و خزائن سے مکمل طور پر آراستہ تھے۔ شیخ شرف الدین کا ایک حلقہ درس بھی تھا جہاں وہ لوگوں کو قرآن کی تلقین کیا کرتے تھے۔ "شیخ عیسیٰ جامع ابن طولون میں لوگوں کو قرآن کی تلقین کرتے تھے"[2] شیخ عیسیٰ المغربی قرآن اور احکامِ قرآن کو دنیا اور آخرت سنوارنے کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ شیخ عیسیٰ المغربی کی اسی خوبی کی بناء پر ان کا نام "ملقن القراٰن" پڑ گیا جس کا مطلب ہے "قرآن کی تلقین کرنے والا"۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ المغربی (ملقن القراٰن) کے لقب کی ابن الملقن کی طرف نسبت کی توجیہ یہ ہے کہ ابن الملقن ابھی بہت کم سن تھا کہ علی نحوی کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ مرنے سے پہلے علی نحوی نے اپنے اس چھوٹے سے بچے کو شیخ عیسیٰ المغربی کی کفالت میں دے دیا بایں ہمہ ابو حفص عمر بن علی نحوی کو شیخ عیسیٰ المغربی کی طرف ہی منسوب کیا جانے لگا اور آپ "ابن الملقن" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ جس کا معنی ہے تلقین کرنے والے کا بیٹا۔ اگرچہ ابن الملقن شیخ عیسیٰ المغربی کا اصلی بیٹا تو نہیں تھا لیکن شیخ نے "وصی" ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تاہم ابن الملقن کو اپنے اس لقب سے چڑ تھی ان کو قطعاً اچھا نہیں لگتا تھا کہ لوگ انہیں ملقن القرآن کا بیٹا کہیں وہ خود کو "ابن نحوی" یعنی "نحوی کا بیٹا" کہلوانا پسند کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی "انباء الغمر" میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ شیخ ابو حفص عمر بن علی نحوی "ابن نحوی" کہلوانا پسند کرتے تھے نہ کہ "ابن الملقن"۔ وہ لکھتے ہیں:

> "وربما عرف بابن نحوی، وربما کتب بخطه ذلک، ولذا اشتهر به فی بلاد الیمن"[3]۔
> وہ (ابن الملقن) زیادہ تر ابنِ نحوی مشہور تھے اور اکثر اوقات یہی نام لکھتے تھے، اسی وجہ سے وہ یمن کے شہروں میں اسی نام سے مشہور ہوئے۔

فقہی رجحان: ابو حفص عمر بن علی الانصاری ابتداء میں فقہ مالکی کی طرف مائل تھے پھر ان کے والد کے دوستوں میں سے ایک دوست حافظ عز الدین ابو عمر عبد العزیز بن محمد الکنانی الشافعی المصری (م 767ھ) المعروف ابن جماعۃ نے ان کو فقہ شافعی کی معروف کتاب "منہاج الطالبین" کی طرف راغب کیا۔ ابن الملقن نے نہ صرف اسے یاد کر لیا بلکہ اس سے ان کو خیر کثیر حاصل ہوئی اور ان کا رجحان فقہ شافعی کی طرف بڑھ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ نے شہرت بھی شافعی المسلک ہونے کی حیثیت سے پائی اور فقہ شافعی کی ترویج میں مؤثر کردار ادا کیا۔

طلب و تحصیلِ علم: ابن الملقنؒ نے قرآن کریم اور عمدۃ الاحکام کو اپنے وصی شیخ عیسیٰ المغربی کے پاس حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی بعد ازاں ابن جماعہ کی ہدایت پر "منہاج الطالبین" کو بھی یاد کر ڈالا۔ شیخ نے علوم عصریہ مختصراً پڑھے تاہم علوم اسلامیہ کے تقریباً تمام اہم شعبوں حدیث، فقہ، تصوف سیرت اور تاریخ میں مہارت حاصل کی۔ انہوں نے جوان ہوتے ہی حصولِ علم کے سفر کا تیزی سے آغاز کیا۔ چنانچہ انہوں نے کتابت کا فن ابن سراج الکاتب (747ھ) سے سیکھا، جبکہ عربی کا علم ابو حیان (م 745ھ)، فقہ کا علم شہاب الدین ابن الظھیر (م 749ھ)، حافظ تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام السبکی المصری المعروف التقی السبکی (م756ھ)، شیخ جمال الاسنوی (م 772ھ)، ابن جماعۃ (م 767ھ) اور ابن عدلان (م 749ھ) سے حاصل کیا۔ ابن الملقنؒ نے حدیث کا سماع جن حفاظ حدیث سے کیا ان میں ابن سید الناس (م 734ھ)، ابو علی القطب الحلبی (م 735ھ) شامل ہیں۔ قطب الحلبی سے ابن الملقن کو شام اور مصر میں روایتِ حدیث کی اجازت بھی ملی، اس کے علاوہ یہاں (شام اور مصر) میں جن شیوخ سے اجازت حاصل کی وہ حافظ مزیؒ اور شمس عسقلانی شامل ہیں۔ شیخ نے مصر میں بہت سے علماء سے سماع حدیث کیا، ان میں سراج الکاتب (م747ھ)، محمد بن غالی بن نجم الدمیاطی (م741ھ)، عبد الرحمن بن احمد بن عبد الھادی المعروف احمد کشتغدی (م744ھ)، ابراہیم بن علی الزرزاری (م741ھ) ابن ابی بکر الفارقی (م741ھ)، ابن شماع (م741ھ)، احمد بن علی المشتغولی (م744ھ)، ابو الفتح السبکی (م744ھ)، زین الدین ابو بکر بن قاسم الرحبی المعروف الزین الرحبی (م749ھ)، ابن عطار (م749ھ)، ابن اللبان (م749ھ)، ابو القاسم المیدومی (م754ھ)، حافظ علاء الدین مغلطائی (م762ھ) اور احمد بن محمد بن عمر الحلبی (م765ھ) شامل ہیں[4]۔

مختلف علاقوں کی طرف اسفار: ابن الملقنؒ نے بچپن اور جوانی کے تمام لمحات میں حصول علم کے غیر معمولی کاوشیں کیں۔ بایں ہمہ مختلف علاقوں کا سفر کیا اور وقت کے جید علماء سے اکتساب فیض کیا۔ مصر کے سفر میں انہوں نے جن حضرات سے علم حاصل کیا ان کا ذکر کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے اسکندریہ، مکہ، قدس (فلسطین) اور دمشق کا سفر بھی کیا اور وہاں کے مشاہیر سے کسب فیض کیا۔

تصنیف و تالیف: ابن الملقنؒ نے جوان ہوتے ہی تصنیف و تالیف میں مشغولیت اختیار کر لی۔ ان کی کتاب "الاشارات الی ماوقع فی المنہاج من الاسماء و المعانی و اللغات" کو شیخ کی تالیفات میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ شیخ 743ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے یعنی بیس سال کی عمر میں اسے مکمل کیا اور وفات 804ھ تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہا۔ شیخ نے اکیاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور تقریباً 47 یا 48 سال بغیر کسی توقف کے تالیف و تصنیف میں مشغول رہے یہاں تک کہ ان کی تالیفات و تصانیف کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ گئی۔

ابن الملقنؒ کے تلامذہ: ابن الملقن کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ بہت کثیر ہے تاہم چند شاگرد تو ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے استاد سے بھی زیادہ مشہور ہوئے جیسے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ(م852ھ)۔ وہ خود اپنی کتاب "المجمع المؤسس" میں یوں رقم طراز ہیں! "قرأت على الشيخ قطعة كبيرة من شرحه الكبيرعلى المنهاج و اجازلي"۔[5](میں نے شیخ (ابن الملقنؒ) کے سامنے (عمدۃ المحتاج الیٰ کتاب) المنہاج کی شرح کبیر کی قرات کی اور انہوں نے مجھے اجازت دی)۔

ابن حجر عسقلانی نے اپنے شیخ ابن الملقن کی کتب سے بھی استفادہ کیا بالخصوص ابن الملقن کی بخاری کی شرح سے، اسی وجہ سے ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری (بخاری کی شرح) میں بھی اس شرح سے کافی چیزیں نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے شیخ ابن الملقن کی کتاب "البدر المنیر" کی طرف بھی خصوصی توجہ کی اور اس کو مختصر کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ ابن الملقن کے معروف تلامذہ میں شیخ ابن حافظ عراقی (م826ھ) بھی شامل ہیں انہوں نے ابن الملقن سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ اس بارے میں "ابن فھد مکی" "لحظ الالحاظ" میں یوں رقمطراز ہیں :

> "واشتغل بالفقه، و تقدم فيه على جماعة منهم: البليقنى و ابن الملقن"۔[6]
> (ابنِ عراقی) فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، اہل فقہ کی ایک جماعت کے پاس حاضر ہوئے ان میں بلقینی اور ابن الملقن شامل ہیں۔

شیخ ابن عراقی کی ایک خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے دوران اپنے شیوخ کی رائے اور عمدہ نکات کو جمع کیا مثال کے طور پر شیخ ابن عراقی نے "تحریر الفتاوی" کی تصنیف کرتے ہوئے "المنہاج" پر "ابن نقیب" کے نکات، التنبیہ پر "النسائی" کے نکات اور "تصحیح الحاوی" پر "شیخ ابن الملقن" کے نکات کو جمع کیا۔

ابن الملقنؒ کے مناصب: تدریس و تصنیف بہت ہی مقدس شعبہ جات ہیں جو بندہ ان میں محنت اور دیانت سے کام لے وہ دنیا کی عزتوں کے ساتھ آخرت کی ابدی نعمتوں سے بھی یقیناً سرفراز ہو گا۔ ابن الملقن کے تراجم کے تمام مصادر میں اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ ابن الملقن کو یہ نام ان کے وصی شیخ عیسیٰ المغربی کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر ملا۔ ابن الملقن کے وصی نے قرآن کی تعلیم و تدریس کا یہ جذبہ ابن الملقن میں بھی راسخ کر دیا۔ اور ان کو بچپن ہی میں حفظِ قرآن کی دولت سے سرفراز کر دیا۔ ابن الملقن نے تدریسِ قرآن کے ساتھ تدریسِ حدیث و علومِ حدیث اور فقہ و تصوف کی تعلیماتِ مفیدہ سے بھی لوگوں کو بہرہ ور کیا۔ ابن الملقن نے کتابوں کے ذخیرہ کرنے پر تو مال خرچ کیا لیکن ان مناصب کے حصول کی خاطر ایک پائی بھی خرچ نہ کی حالانکہ اس وقت حصولِ منصب کے لئے مال خرچ کرنے کا رواج موجود تھا۔ اس سے عیاں ہوتا ہے کہ ابن الملقنؒ کو یہ تمام عہدے صرف اور صرف ان کی اعلیٰ تدریسی و تصنیفی صلاحیتوں کی بدولت میسر آئے تاہم حاسدین اور مفسدین کے شر سے وہ محفوظ نہ رہ سکے اور عمر کے آخری حصہ میں سخت آزمائشوں سے دوچار ہوئے۔ صاحبِ "الضوء اللامع" امام سخاویؒ ان کے مناصب کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں رقمطراز ہیں!

> "انه ولى قضاء الشرقية ثم تخلى عنه لولدهٖ على وانه تولى اميعاد ولجامع الحاكم فى سنه ثلاث و ستين و سبع مئة و تولى أمردار الحديث الكامليه خلفاً للزين العراقى الذى سافر لقضاء مدينة المنورة وكان ذالک فى يوم لاثنين رابع شوال من سنة ٨٨٧ھ"[7]۔

وہ(ابن الملقن)جب قضاءِ شرقیہ کے منصب پہ فائز ہوئے پھر اس(عراقی)کے بیٹے علی کی وجہ سے اس سے دستبردار ہوگئے اور 763ھ میں جامع الحاکم میں مسند سنبھالی اور دارالحدیث الکاملیہ میں زین عراقی کے جانشین کے طور پر فرائض نبھائے جب وہ(عراقی)مدینہ منورہ میں قاضی کے منصب پر کام کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور یہ 4شوال بروز سوموار 887ھ کی بات ہے۔

اس کے بعد ابن الملقن نے قضاءِ شافعیہ کے لئے بھی خدمات سر انجام دیں اور پھر اسی عہدے پر ان کی خدمات کا سلسلہ مکمل ہوا۔

ابن الملقنؒ کے مناقب: ابن الملقنؒ اپنے ہم عصر علماء ومشائخ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ان کے جملہ فضائل وکمالات کا راز ان کی علمی وروحانی شخصیت میں پوشیدہ تھا۔ تصنیف و تالیف ان کی خاص وجہِ شہرت تھی اور اس میں وہ "عجوبہ" شمار کئے جاتے تھے کیونکہ ان کی تصانیف واضح جلالت اور علمی خزانہ سے لبریز ہوتی تھیں۔ انہوں نے وقت کے جید شیوخ سے اکتسابِ فیض کیا اور اس کو اپنی شخصیت کا حصہ بنایا۔ مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض بھی سر انجام دیے اور قاضی القضاۃ کے منصبِ جلیلہ پر بھی فائض رہے۔ ابن الملقن کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ ابن الملقن کسی ایک جہتِ اسلامی تک محدود نہ تھے بلکہ انہوں نے تقریباً تمام شعبہ جاتِ اسلامیہ میں خدمات سر انجام دیں اور بہت سے طالبانِ علم وحکمت کو دولتِ علم سے مالامال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار اپنے زمانہ کے اکابر شیوخ میں کیا جاتا ہے جیسے علامہ عراقی، امام بلقینی اور علامہ ھیثمی وغیرہ۔ میں اپنی اس گفتگو کی تائید میں چند ائمہ و متکلمین کے اقوال نقل کرتا ہوں جن میں سے کچھ ابن الملقن کے شیوخ، کچھ معاصرین اور کچھ تلامذہ ہیں۔ ان اقوالِ زریں اور قیمتی شہادات کی بدولت ہمارے شیخ ابن الملقنؒ کی قدر و قیمت اور جملہ فضائل و کمالات کی رونمائی ہوگی۔ واضح رہے کہ جن علماء کے اقوال و فرمودات نقل کیے جارہے ہیں ان کی علمی حیثیت کا کوئی منکر نہیں ہے بلکہ ان کا شمار معتبر ترین علماء وشیوخ میں ہوتا ہے۔ حافظ صلاح الدین علائی (م761ھ) اپنی کتاب "جامع التحصیل فی احکام المراسیل" میں شیخ ابن الملقن کی بابت یوں لکھتے ہیں!"الشیخ الفقیة الامام العالم المحدث الحافظ المتقن سراج الدین شرف الفقهاء و المحدثین فخر الفضلاء"[8]۔(سراج الدین فقیہ العصر امام،عالم،محدث،پختہ حافظ،فقہاء ومحدثین کا شرف اور فضلاء کا فخر ہیں)۔ شیخ مقریزیؒ ابن الملقن کے بارے میں فرماتے ہیں :

"کان من اعذب الناس الفاظاً وأحسنهم خلقا وأعظمهم محاضرة"[9]۔

وہ(ابن الملقن)الفاظ کے اعتبار سے سب سے میٹھے،اخلاق کے عتبار سے سب سے اچھے اور محاضرہ کے اعتبار سے سب سے عظیم تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م911ھ)"طبقات الحفاظ" میں ابن الملقن کی بابت لکھتے ہیں!"الامام الفقیه الحافظ ذو التصانیف الکثیرة..... برع فی الفقه و الحدیث"[10]۔ وہ(ابن الملقن)امام فقیہ حافظ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ فقہ اور حدیث میں ماہر تھے۔ امام شوکانیؒ "البدر الطالع" میں فرماتے ہیں:

"انه من الائمة فی جمیع العلوم و اشتهر صیته و طار ذکره و سارت مؤلفاته فی الدنیا"[11]۔

وہ (ابن الملقن) تمام علوم کے امام تھے، لوگوں میں ان کی شہرت پھیل گئی اور ان کی تالیفات دنیا میں عام ہو گئیں۔

وفات: اَسّی سال کی عمر پیش آنے والی اس آزمائش نے ابن الملقن کی زندگی پر غیر معمولی اثرات مرتب کئے اس کے بعد شیخ کسی اور آزمائش یا امتحان کے متحمل نہ رہے تاہم شیخ نے اپنی طویل عمری سے خوب فائدہ اٹھایا اور اس کے لمحہ لمحہ کو محنت، کوشش، حصولِ علم کی لگن اور اسے پوری دنیا میں پھیلانے کے ساتھ قیمتی بنا دیا۔ ساری زندگی علومِ اسلامیہ کی تحصیل، تصنیف اور تدریس میں بسر کی۔ آخر کار شیخ ابن الملقن نے جمعہ کی رات 16 ربیع الاول 804ھ داعیِ اجل کو لبیک کہا یوں یہ علمی ستارہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

علمِ حدیث میں ابن الملقنؒ کی خدماتِ

امام ابن الملقنؒ نے اگرچہ مجموعی طور پر آٹھ سو کے قریب کتب لکھیں لیکن ان کی مقبولیت میں اضافہ تصانیفِ حدیث و علوم حدیث کے حوالے سے کی گئی علمی کاوشوں نے کیا۔

1۔التوضیح لشرح الجامع الصحیح: یہ صحیح بخاری کی شرح ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کا شمار صحیح بخاری کی بڑی بڑی شروحات میں ہوتا ہے۔ ابن الملقنؒ نے اس کتاب میں نہ صرف بخاری کی احادیث پر مرتب ہونے والے علومِ شرعیہ کو بیان کیا ہے بلکہ روایت و درایتِ حدیث، غریب حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، قواعدِ فقہ اور عقیدہ وغیرہ سے متعلق بھی سیر حاصل تشریحات کی ہیں۔ بخاری کی یہ شرح اپنے وقت میں بھی اور اس کے بعد بھی اصل کے مقام پر فائز ہے بخاری کے تقریباً تمام شارحین اس سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں اگرچہ وہ اس بات کی وضاحت نہ بھی کریں۔ صحیح بخاری کی تمام شروحات میں سب سے زیادہ مقبولیت ابن حجر عسقلانیؒ کی "فتح الباری" کو حاصل ہوئی اور ابنِ حجر عسقلانیؒ امام ابن الملقنؒ کے لائق ترین شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ "فتح الباری میں ابنِ حجر جب بھی "یقول شیخنا" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد شیخ ابن الملقن ہی ہیں اور بعض جگہوں پہ تو ابن حجر نے ابن الملقن کا نام لیکر ان سے چیزیں نقل کی ہیں اس کے علاوہ بخاری کی ایک اور بہت بڑی شرح "عمدہ القاری" کے مؤلف بھی "التوضیح لابن الملقن" سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں"[12]۔

2۔ البدر المنیر فی تخریج الا حادیث والآثار الو اقعه فی الشرح الکبیر: "البدر المنیر" امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد القزوینی الرافعی الشافی (423م) کی کتاب "الشرح الکبیر" میں واقع ہونے والی احادیث اور آثار کی تخریج کے بارے میں ہے جبکہ امام رافعیؒ کی "الشرح الکبیر" امام غزالیؒ کی "الوجیز" کی شرح ہے۔ امام غزالیؒ (م 505ھ) نے "الوجیز" فقہ شافعی کی تائید میں لکھی اور امام رافعیؒ (م 623ھ) بھی اپنے زمانے کے مشہور ائمہ شافعیہ میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے "الوجیز" کی شرح "الشرح الکبیر" لکھی۔ ہمارے شیخ امام ابن الملقنؒ (م 804ھ) کا تعلق بھی چونکہ فقہ شافعی سے تھا اور وہ "الشرح الکبیر" کی اہمیت سے بھی بخوبی مطلع تھے اس لیے انہوں نے چھ جلدوں پر مشتمل "الشرح الکبیر" کی احادیث و آثار کی تخریج کرتے ہوئے "البدر المنیر فی تخریج الا حادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر" لکھی۔ تخریج کے باب میں "البدر المیز" کو انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے اس حیثیت سے کہ یہ احادیث الاحکام کے ایک کثیر حصہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے جن احادیث پر حلال و حرام کا مدار ہے۔ ابن الملقنؒ نے اپنی اس کتاب کی تالیف میں پوری توانائی صرف کی کیونکہ وہ ایک ایک حدیث کے طرق کو جمع کرنے میں اپنی بساط کے مطابق انتہائی کوشش کرتے اور انہوں نے اس بارے میں خود کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے کہ:

"انه ربما كان يبحث عن الحديث اوالاثر عدة سنين"[13]۔

(کہ وہ اکثر اوقات حدیث واثر کی تلاش میں کئی سال صرف کر دیتے)۔

3۔البلغة فی احادیث الاحکام: کتاب کا موضوع احکام کی احادیث ہیں اور اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں متفق علیہ احادیث درج ہیں یعنی ایسی احادیث جن پر شیخین (بخاری و مسلم) دونوں کا اتفاق ہے یہ امام یحییٰ بن شرف نوویؒ کی "المنہاج الطالبین" کے ابواب کی ترتیب کے مطابق ہے اور ابن الملقنؒ نے اسے اپنی کتاب "تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنہاج" سے مختصر کیا ہے انہوں نے اس میں ہلکا سا اضافہ کیا اور وہ اس کتاب کی تالیف سے 858ھ میں فارغ ہوگئے۔ دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں اس کا ایک بہت عمدہ نسخہ موجود ہے جو کہ تیس (30) جلدوں پر مشتمل ہے۔

حاجی خلیفہ چلبی کا اس کے بارے میں یہ بیان ہے کہ "منہاج کے ابواب پر البلغہ فی احادیث الاحکام ایک جلد پر مشتمل ہے"[14]۔

4۔تحفة المحتاج الی ادلة المنهاج: یہ وہ اصل کتاب ہے جس سے متفق علیہ احادیثِ احکام کو منتخب کر کے شیخ نے "البلغۃ فی احادیث الاحکام" لکھی۔ تحفۃ المنہاج کی ترتیب بھی امام نووی کی منہاج الطالبین پر ہے۔ یہ کتاب ادلۃ الاحکام کی کتب میں سے ایک ہے جیسے حافظ زیلعی کی "نصب الرایۃ" اور ابن الملقن کی "البدر المنیر' اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی "تلخیص الجبیر" ہے یہ تمام کتب ادلہ احکام کی بابت ہی ہیں۔ امام ابن الملقنؒ نے "تحفۃ المحتاج" کو امام نووی کی "منہاج الطالبین" کے مسائل کے لیے بطورِ استدلال وضع کیا۔ اور کتاب کے منہج کی بابت خود ابن الملقنؒ کا اپنا بیان ہے!

"شرطی ان لا اذکر فیه الاحدیثاً صحیحاًاوحسناً'دون الضعیف'وربماذکرت شیئاً منة لشدة الحاجة الیه،منبها علی ضعفه"[15]۔

میری شرط یعنی اسلوب یہ ہے کہ میں اس (کتاب) میں محض صحیح یا حسن حدیث ذکر کروں گا نہ کہ ضعیف (حدیث) ہاں صرف ضرورت کے تحت اس (ضعیف حدیث) سے کچھ استفادہ کروں گا (مگر) اس کے ضعف پر متنبہ کرتے ہوئے۔

5۔اکمال تهذیب الکمال: اس کتاب کو امام ابن الملقنؒ نے حافظ یوسف مزیؒ کی کتاب "تہذیب الکمال" سے مختصر کیا ہے۔ امام مزیؒ فنِ حدیث میں منفرد شخصیت کے حامل تھے خاص طور پر آپ کو علمِ اسماء الرجال میں کمال حاصل تھا۔ جس کا اندازہ ان کی اس کتاب "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" سے لگایا جا سکتا ہے یہ کتاب کتبِ ستہ کے رجال کے ساتھ ساتھ ان اصحاب کی مشہور مصنفات کے رجال کے تراجم پر مشتمل ہے۔ ہمارے شیخ ابن الملقنؒ نے حافظ یوسف مزیؒ کی اس کتاب کی تلخیص کی اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر حاشیہ بھی لکھا اور رجالِ کتب ستہ سے یہاں مراد مسندِ احمد' صحیح ابنِ حزیمہ' صحیح ابنِ حبان' سننِ دارِ قطنی' سنن البیہقی اور مستدرک الحاکم کے رجال ہیں نہ کہ کتب صحاحِ ستہ کے رجال۔ زیر نظر کتاب علامہ حافظ جمال الدین مزیؒ کی کتاب "تہذیب الکمال" کے لیے بطورِ اکمال و تتمہ ہے۔ حافظ مزیؒ نے اپنی اس کتاب میں بعض اہم امور سے اعتناء نہیں کیا تھا اور کچھ غیر ضروری اشیاء کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ ابن الملقنؒ نے بطورِ خاص ان امور کی نشاندہی کی حالانکہ شیخ ابن الملقنؒ سے قبل امام علاء الدین مغلطائیؒ نے 'اکمال تہذیب الکمال" لکھی اور نہ صرف حافظ مزیؒ کے تسامحات کی نشاندہی کی بلکہ حافظ مزیؒ سے "تہذیب الکمال" میں کتبِ ستہ کے جو رواۃ رہ گئے تھے ان کا بھی تذکرہ کیا جبکہ ہمارے شیخ امام ابن الملقنؒ نے "اکمال تہذیب الکمال" لکھ کر علاء الدین مغلطائی کی اس کتاب کا بھی نسخ کر دیا۔ نسخ کا یہ دعویٰ ذیول تذکرۃ الحفاظ کے معلق

(محمد زاھد الکوثری) نے کیا ہے ان کا بیان ہے!"اکمال ابن الملقن کانه نسخة لاکمال مغلطای عفواً بلاتعب"[16]۔(ابن الملقن کی اکمال بغیر کسی تکلف کے گویا کہ مغلطائی کی اکمال کا نسخہ معلوم ہوتی ہے)۔

6۔التذکرہ فی علوم الحدیث: یہ کتاب شیخ کی اپنی کتاب "المقنع فی علوم الحدیث" کا خلاصہ ہے جبکہ "المقنع" ابن الصلاح کے "مقدمہ" کا خلاصہ ہے اس طرح شیخ کی یہ کتاب (التذکرہ فی علوم الحدیث) "مقدمہ ابن الصلاح" کی تلخیص کی تلخیص ہے۔ دراصل یہ ایک انتہائی مختصر رسالہ ہے جسے شیخ نے اشارات کی صورت میں بنایا تھا اور یہ اشارات شیخ نے اپنی کتاب "المقنع" سے مختصراً درج کیے تاکہ حدیث کے نئے طالب علم کو بھی "المقنع" سے استفادہ کرنے میں دقت نہ ہو اور ماہرینِ حدیث کے لیے بھی مزید آسانی کا سامان مہیا ہو سکے۔ شیخ نے اس رسالہ میں علوم الحدیث کی انواع کو 65 سے بڑھا کر 80 تک پہنچا دیا۔

تصوفِ اسلامی میں ابن الملقنؒ کا حصہ

ابن الملقنؒ نے بحیثیتِ صوفی خاطر خواہ شہرت تو حاصل نہیں کی لیکن پھر بھی ان کا شمار صوفیاء کی اس صف میں ہوتا ہے جنھوں نے خرقہء تصوف (صوفیاء کا خاص لباس یا عام الفاظ میں گدڑی، پیوند لگا ہوا کپڑا) خود بھی پہنا اور دوسروں کو بھی پہنایا۔ جہاں تک تعلق ہے خدماتِ علمیہ کا تو شیخ ابن الملقنؒ نے تصوف کے میدان میں بھی علمی جوہر دکھائے۔ "طبقات الصوفیہ" یا "طبقات الاولیاء" ابن الملقن کی وہ واحد کتاب ہے جو انھوں نے تصوفِ اسلامی کی بابت لکھی۔ ذیل میں ہم اسی کتاب کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

طبقات الصوفیۃ: یہ ابن الملقنؒ کی تصوف کی بابت واحد کتاب ہے۔ ابن الملقنؒ نیابتِ قضاء کے عہدہ سے معزولی کے بعد اس کتاب کی تالیف میں شروع ہوئے جس کی خبر انہوں نے اپنی اسی تالیف میں "صوفی ابو العباس الصقیلیؒ" کے ترجمہ میں یوں دی!"وصنفت اذ ذاک هذه (الطبقات) فکانت دریاقا"[17]۔ جب (ابن الملقن) نے یہ طبقات تصنیف کی پس یہ تریاق تھی۔

سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ شیخ ابن الملقنؒ کی اس کتاب کے نام میں خاصی پیچیدگی ہے بعض جگہوں پر اس کا تذکرہ "طبقات الصوفیہ" کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ نام کتاب کو اس کے موضوع کے اعتبار سے دیا گیا ہے کیوں کہ کتاب کا موضوع تصوفِ اسلامی ہے اور موضوع کی مناسبت سے کتاب کا نام تجویز کرنا علماء کا عام معمول رہا ہے حافظ ذھبیؒ کی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" اور اسماعیل سلفیؒ کی کتاب حجیتِ حدیث اس کی عام مثالیں ہیں۔ لیکن اکثر مقامات پر اس کتاب کا ذکر "طبقات الاولیاء" کے عنوان سے ملتا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور مؤلف نے اپنی تالیف کو اسی نام سے موسوم کیا ہے اس اختلاف کے بارے میں محقق کمال الدین عزالدین کی رائے بہت مناسب معلوم ہوتی ہے جو یہ ہے!

> "ویلا حظ ان محققه قد ا ستبدل بعنوانه(طبقات الصوفیة) عنوان احدی النسخ الخطیة (طبقات الاولیاء)وان کان العنوان الاصلی اولیٰ بالاثبات من غیره، لانها تسمیة للکتاب بحسب موضوعه، فضلاًعن انها تسمیه المؤلف لمؤلفه، کما جاء فی اجازته بمؤلفاته لمن ادرک حیاته من المسلمین"[18]۔
>
> اوران کا خیال ہے کہ محقق نے طبقات الصوفیہ کو طبقات الاولیاء کے خطی نسخوں میں سے ایک کے ساتھ بدل دیا ہے حالانکہ اصلی عنوان کسی دوسرے عنوان کے اثبات سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ یہ

نام (طبقات الصوفیہ) کتاب کے موضوع کے اعتبار سے ہے چہ جائیکہ مؤلف کی تالیف کے اعتبار سے ہو تا جیسا کہ انہوں نے اپنی تالیفات کی اجازت ہر اس مسلمان کو دی ہے جو اس پالے گا۔

شیخ ابن الملقنؒ نے ربیع الثانی 780ھ کو اس تألیف کا آغاز کیا اور تقریباً سات سال کی محنتِ شاقہ کے بعد منگل کے روز 3 جمادی الاولیٰ 787ھ کو اس کی تکمیل کی۔ کتاب جہاں دیگر محاسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے وہاں اس کی ایک خوبی اس کا "مقدمہ" ہے جو 73 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے کتاب میں موجود صوفیاء کے تراجم کی اہمیت کو ان الفاظ سے اجاگر کیا ہے۔"فهذا جمله من طبقات الأعلام الأعيان و اوتادالاقطاب فی کل قطر و اوان"[19]۔(پس یہ تمام بڑے مشہور طبقات میں سے ہیں اور ان اقطاب کی میخیں ہر سمت اور ہر زمانہ میں پھیلی ہوئی ہیں)۔

ابن الملقنؒ نے اس کتاب میں اپنے اپنے وقت کے بلند پایہ صوفیاء کے تراجم کو جمع کیا ہے اور ان کے احوال و حوادث کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کتاب کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں دوسری صدی ہجری سے لیکر آٹھویں صدی ہجری تک کے نامور صوفیاء کے تراجم موجود ہیں تاہم پانچویں صدی ہجری کے بعد کے صوفیاء کا تذکرہ زیادہ اہتمام کے ساتھ کیا ہے اور ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے صوفیاء کرام کے تراجم کی خصوصی اہمیت اس لیے ہے کہ شیخ نے ان کے منقولات کو براہِ راست جلیل القدر اشخاص سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان بزرگ صوفیاء کرام کے ساتھ وقت گزارا۔

فقہِ اسلامی میں ابن الملقنؒ کی کاوشیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے افراد کو مختلف اوقات میں اس دین کا فہم عام کرنے کے لیے بھیجا جنہوں نے نہ صرف اپنے اس فرض کی تکمیل کی بلکہ دین کو جاہلوں کی تاویلات اور غالین کی تحریفات سے بھی بچایا اسی طائفہ میں ابن الملقنؒ (م804ھ) کا شمار بھی ہوتا ہے جو آٹھویں صدی ہجری میں فقہ اور حدیث میں نابغہ روزگار کی حیثیت رکھتے تھے۔ کثرتِ تصانیف میں وہ ایک امت گردانے جاتے تھے جس کی گواہی حامی اور مخالفین سبھی دیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ابتداءً شیخ کا رجحان فقہِ مالکی کی طرف تھا پھر ان کے والد کے ایک دوست حافظ عزالدین ابو عمر عبدالعزیز محمد الکنانی الشافی المصریؒ (م767ھ) المعروف ابنِ جماعۃ نے ان کو فقہِ شافعی کی مشہور کتاب "منہاج الطالبین" پڑھائی جس کی بدولت ابن الملقن کو کافی حد تک فقہِ شافعی سے لگاؤ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ مشہور بھی فقہِ شافعی میں ہوئے اور اسی کی ترویج میں کاوشیں فرمائیں۔ فقہِ اسلامی کی بابت ابن الملقن نے کئی اہم کتب تحریر کیں اور بہت سی کتب کی شروح اور تعلیقات بھی لکھیں تعارف کے طور پر میں یہاں چند اہم تالیفات کا ذکر کرتا ہوں۔

1۔**تحفة المحتاج الى ادلة المنهاج:** یہ کتاب مسائلِ فقہیہ کی بابت امام نوویؒ کی کتاب "منہاج الطالبین" کی شرح ہے۔ ابن الملقن کی اس کتاب (التحفہ) کو احادیثِ احکام کی تخریج کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جن سے بالعموم اصحابِ مذاہبِ اسلامیہ اور بالخصوص اصحابِ مذہبِ شافعیہ نے استدلال کیا ہے۔ یہاں میں ایک چیز کا بطورِ خاص ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ابن الملقنؒ نے اپنی اس کتاب کا افتتاح امام بخاریؒ کی اقتداء کرتے ہوئے "اعمال بالنیات" والی مشہور حدیث سے کیا ہے!

"انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرىءٍ مانوىٰ۔۔۔۔"[20]۔

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں سات جگہوں پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور پھر ابن الملقن نے امام بخاریؒ کی ہی اقتداء کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث پر کتاب کا خاتمہ کیا! قال رسول الله ﷺ:"كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"[21]۔ دو کلمات زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کے پسندیدہ ہیں۔ وہ سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ہیں۔

2۔الاشباہ والنظائر: یہ کتاب ابن الملقنؒ نے فقہ اور اصولِ فقہ کے بارے میں لکھی۔ ابن الملقنؒ کا اپنا بیان ہے کہ بہت سے علماء نے اس علم کی طرف خاص توجہ کی اور کتب تحریر کیں ان میں سے عزالدین و شہاب الدین القرافی اور ناصر الدین محمد بن مرحل شامل ہیں اور میرے شیخ علامہ صلاح الدین العلائیؒ نے بھی اس بارے میں علیحدہ سے کتاب لکھی لیکن یہ تمام کتب فقہی قواعد کے اعتبار سے غیر مرتب تھیں لہٰذا جو کتاب میں نے لکھی وہ فقہی ابواب کی آسان ترین ترتیب پر مرتب ہے کتاب کے مقدمہ میں ابن الملقنؒ کا اپنا قول ہے جسے عظیم محقق عبداللہ بن سعاف نے "تحفۃ المحتاج" کے مقدمہ میں بھی ذکر کیا ہے[22]۔

ابن الملقنؒ کی علم تاریخ میں خدمات

امام ابن الملقنؒ نے علم التاریخ کی ترویج میں وسیع حصہ ڈالا، اگرچہ ابن الملقنؒ زیادہ تر نقل سے کام لیتے تھے تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی علمی تحقیق کو بھی ان کتب میں شامل کرتے تھے۔ شیخ کی کتب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بآسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک عظیم مؤرخ تھے کیونکہ ان کی کتابیں انکو مورخین کی صف میں شامل کرنے کا واضح رجحان رکھتی ہیں چہ جائیکہ شیخ کو مؤرخین کے دائرہ میں شامل نہ کیا جائے۔ ابن الملقنؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں اور انہوں نے تقریباً تمام علوم و فنونِ اسلامیہ کے بارے میں کتب لکھیں علم التاریخ میں ان کی کتب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ شیخ کی اہم کتبِ تاریخیہ درج ذیل ہیں۔

1. تاريخ ملوك مصر الترك
2. درر الجواہر فی ذکر شیئ من مناقب سیدی عبدالقادر
3. نزهة النظار فی قضاة الامصار

سیرت النبی ﷺ اور علامہ ابن الملقنؒ

ابن الملقنؒ کی بلند پایہ تصانیف میں سے ایک "غایۃ السؤل فی خصائص الرسول" ہے، جو ابن الملقنؒ کی رسالت مآب ﷺ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کی یہ کتاب اگرچہ زیادہ مشہور نہیں ہے لیکن آں جناب ﷺ کے امتیازی اوصاف کا ایک اہم مجموعہ ہے۔ سیرت الرسول ﷺ کے حوالے سے ابن الملقنؒ کی یہ ایک ہی تالیف ہے۔ فصل ھٰذا میں اس کتاب کے مصادر و مراجع، اس کی خصوصیات اور "غایۃ السؤل فی خصائص الرسول" مین ابن الملقنؒ کے منہج کو بطورِ خاص موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اس کتاب کی تیاری میں انہوں نے قرآن کریم، کتب احادیث، کتب تفاسیر اور کتب سیر بشمول شمائل، دلائل، فضائل اور خصائص سے استفادہ کیا۔ اس میں ابن الملقنؒ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مواد ان کتب سے لیا جائے جو اپنے فن میں ماخذ و مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ابن الملقنؒ نے اس کتاب کی تصنیف میں بھی زیادہ کام نقل سے لیا ہے جو ان کا تقریباً تمام کتب میں معمول رہا ہے۔

ابن الملقنؒ کا "غایۃ السؤل فی خصائص الرسول" میں منہج و اسلوب

ابن الملقنؒ کے اسلوب کے دو انتہائی اہم اور نمایاں طریقے ہیں جو ابن الملقنؒ نے اس کتاب کے مسائل کے استخراج میں ملحوظ رکھے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ **پہلا:** کوئی ایسا مسئلہ یا خصوصیت جس کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہو اور ابن الملقنؒ کے نزدیک یا اصحابِ شافعی کے نزدیک وہ خصوصیت راجح نہ ہو، تو آپؒ اسے زیادہ تردد کے صیغہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر واجبات کے باب میں چوتھے مسئلہ (تہجد) میں شیخؒ کا قول ہے: أكان واجباً؟[23]۔ اور اسی باب کے آٹھویں مسئلہ میں شیخؒ کا قول ہے: هل كان يجب عليه اذارأى منكراًأن ينكره؟[24]

2۔ **دوسرا:** جب ابن الملقنؒ کے نزدیک یا اصحابِ شافعی کے نزدیک وہ خصوصیت راجح ہو، تو آپؒ اسے زیادہ تردد کے صیغہ کے بغیر ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر واجبات کے باب میں پانچویں مسئلہ (مسواک) کے وجوب کی بابت ابن الملقنؒ کا قول ہے: السواک، وكان واجباًعليهﷺعلىٰ الصحيح[25]۔ اور اسی باب کے آٹھویں مسئلہ (اربابِ حل وعقد سے مشاورت) میں شیخؒ کا قول ہے: مشاورة ذوى الأحلام فى الأمور، وهي واجبة عليه علىٰ الصحيح۔[26]

"غایۃ السؤل فی خصائص الرسول" کی خصوصیات

یہ کتاب جہاں بے شمار خوبیوں کی حامل ہے وہاں چند خامیوں کی بھی حامل ہے لیکن نقائص و معائب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسکے معائب سے قطع نظر اس کے خصائص و محاسن کو زیر بحث لائیں گے جن کی اہمیت مسلم ہے۔ کتاب ہٰذا کی خصوصیات کو ذکر کرنے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ بلاشبہ شیخ کی اس کتاب کے تمام محاسن کا احاطہ ناگزیر ہے صرف دو خصوصیات حسبِ ذیل ہیں۔

حسنِ عنوانِ کتاب

عربی کتب میں کتاب کے نام کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اسمِ کتاب کے انتخاب میں وزن کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے جیسے شیخ یوسف الخیضری کی "اللفظ المكرم بخصائص النبى المحترم" اور امام عزالدین عبدالسلام کی "بداية السول فى تفصيل الرسول" ہیں۔ چونکہ ابن الملقن کی کتاب میں آں جناب ﷺ کی سیرت کے اہم پہلو "خصائص النبی ﷺ" کا بیان ہے اسی مناسبت سے انہوں نے اس کا نام "غاية السول فى خصائص الرسول" رکھا، جو ابن الملقن کے حسنِ انتخاب پر واضح دال ہے، اس کا لفظی معنی "آپ ﷺ کے خصائص میں غور و فکر کی انتہاء" ہے۔

ندرتِ خصائص

خصائص کے موضوع پر اب بھی بہت سی کُتب موجود ہیں اور اُس وقت بھی موجود تھیں لیکن ابن الملقنؒ کی اِس کتاب کی ایک منفرد خوبی ہے کہ آپ ﷺ کے چند وہ خصائص جو عموماً کتب سیر و خصائص میں میسر نہیں آتے وہ نایاب و نادر خصوصیاتِ نبوی ﷺ کتابِ ہٰذا میں موجود ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے تاہم ابن الملقن کی اس کتاب کا ان چند نوادرات پر مشتمل ہونا کسی نعمت سے کم نہیں اور شیخ نے ان پر اچھی خاصی گفتگو بھی کی ہے جیسے متفرق مسائل کے باب میں زمین کا آپ ﷺ کے فضلات نگل جانا اور وہاں سے خوشبو کا آنا۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اس کے فضلات خوشگوار مہک اور خوشبو کے ساتھ جسم اقدس سے خارج ہوتے، آپ ﷺ بول و براز کے لیے جس قطعہ زمین کا انتخاب فرماتے تو وہ اس

فضلہ کو یوں نگل لیتا کہ وہاں سوائے خوشبو کی مہکار کے اور کچھ محسوس نہ ہوتا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے حضور نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں تو کیا ماجرا ہے کہ واپس آنے پر میں اندر جاتی ہوں تو مجھے وہاں (فضلات میں سے) کچھ بھی نظر نہیں آتا میں وہاں صرف خوشبو کی مہکار پاتی ہوں پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ پس تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ انبیاء سے خارج ہو اس کو نگل لے[27]۔

خلاصۂ بحث

ابن الملقنؒ کی ساری زندگی طلبِ علوم اسلامیہ، تدریسِ علومِ اسلامیہ اور تحریرِ علومِ اسلامیہ سے مزین ہے۔ اپنے زمانہ کی ممتاز علمی شخصیات سے اکتسابِ فیض کیا اور پھر اسے اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ بے شمار طالبانِ علم و حکمت کو فیض یاب کیا۔ بہت سی کتب لکھیں یہاں تک کہ "صاحبِ تصانیفِ جلیلہ و کثیرہ" کے لقب سے شہرت پائی۔ اسکے علاوہ بھی آپکو بہت سے القابات دیے گئے جن میں شیخ الاسلام، علامۃ العصر، سیف المناظرین اور مفتی المسلمین وغیرہ شامل ہیں۔ ابن الملقنؒ کی زندگی کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ وہ ہمہ گیر علمی شخصیت کے مالک تھے انہوں نے تقریباً تمام علوم و فنونِ اسلامیہ کو سیکھا اور پڑھا۔ لیکن بعض علومِ اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کی اور سیرت، حدیث، علومِ تاریخ، تصوف، فقہ ہر ایک میں غیر معمولی خدمات سرانجام دیں بالخصوص حدیث اور علوم الحدیث، فقہ اور مذھبِ شافعی میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ابن الملقنؒ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وسیع علم عطا فرمایا تھا ان کو تصنیفِ کتب کے فن میں خاص ملکہ حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کی جید علمی شخصیات نے ابن الملقنؒ کو اس زمانے کا "عجوبہ" قرار دیا۔ شیخ ابن الملقنؒ کی بابت ان کے شاگرد ابنِ حجرؒ کا بیان ہے!

> وھولاء الثلاثة العراقی و البلقینی و ابن الملقن کا نوا اعجوبة ھذا العصر علیٰ رأسِ القرن، الاول فی معرفة الاحادیث، والثانی فی التوسع فی معرفة مذھب الشافعی والثالث فی کثرة التصانیف۔[28]
>
> اور یہ تینوں عراقی، بلقینی اور ابن الملقن اُس زمانے کے عجوبے تھے۔ عراقی حدیث و فنون کی معرفت میں، بلقینی مذہبِ شافعی کی معرفت میں اور ابن الملقن کثرتِ تصانیف میں (اس صدی کی بے مثل شخصیات تھے)

ابنِ حجر عسقلانیؒ نے جن تین اشخاص کو اس زمانے کا "عجوبہ" قرار دیا انکی وجوہِ شہرت بھی بیان کیں اور ان میں سے ابن الملقنؒ کو کثرتِ تصانیف میں عجوبہ شمار کیا ہے جس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ابن الملقنؒ کی وجہِ شہرت صرف زیادہ کتب لکھنے میں ہے بلکہ دوسرے دو شعبے جن کا ابن حجر عسقلانیؒ نے ذکر کیا ہے یعنی مذہبِ شافعی اور حدیث کے علوم و فنون کی معرفت میں بھی ابن الملقنؒ نے خاطر خواہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ امام ابن الملقنؒ نے علومِ اسلامیہ کے تقریباً تمام شعبوں میں کتابیں تحریر کیں۔ حدیث و علومِ حدیث، فقہ و اصولِ فقہ، تصوف، تاریخ اور طبقات تمام شعبہ ہائے علومِ اسلامیہ کی بابت ان کی کتب موجود ہیں تاہم ان کو زیادہ شہرت حدیث و علومِ حدیث اور فقہ و اصولِ فقہ کے بارے میں تحریر کردہ کتب کی بدولت ملی اور ان دونوں شعبوں میں سے بھی حدیث و علومِ حدیث میں ابن الملقن نے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں جس کی ایک وجہ جو مجھے معلوم ہوتی ہے کہ ابن الملقنؒ یقیناً آں جناب ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر مطلع تھے!"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما

تمسکتم بهما:کتاب الله وسنةرسوله"[29]۔میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہاہوں جب تک ان کو تھام رکھوگے تم گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب اوراس کے رسول کی سنت ہیں۔

فن حدیث میں ابن الملقن کی کتاب "التوضیح لشرح الجامع الصحیح" جو کہ صحیح بخاری کی شرح ہے کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے اسکی مزید شروحات اور مختصرات لکھے گئے اس کے علاوہ "البدر المنیر" اور "البلغۃ فی احادیث الاحکام" بہت مفید و مقبول کتابیں ہیں۔ شعبہ تاریخ میں ابن الملقن کی خدمات اس حوالے سے ہیں کہ انھوں نے فقہاءِ شافعیہ کی خدمات تراجم طبقات کی صنف میں بیان کی ہیں جیسے "العقد المذھب فی طبقات حملۃ المذھب" اور سوانح پر مشتمل "نزھۃ النظار فی قضاۃ الامصار" بھی اہم تاریخی کتاب ہے۔ اور فقہ اسلامی میں ابن الملقن نے فقہ کی عمومی اور فقہ شافعی کی خصوصی طور پر خدماتِ علمیہ کے ذریعے ترویج کی جیسے "الاشباہ والنظائر" اور "عمدۃ المحتاج" وغیرہ جبکہ تصوفِ اسلامی کی بابت ابن الملقن کی ایک ہی کتاب ہے جسے خاطر خواہ مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ تھی "طبقات الصوفیہ" جو دوسری صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک کے بزرگ صوفیاء کے تراجم کا مجموعہ ہے۔ غرضیکہ ابن الملقنؒ نے اپنی ساری زندگی تصنیف وتالیف میں گزاری۔ ان کی پرورش اعلیٰ تعلیمی ماحول میں ہوئی، انہوں نے حصولِ علم کیلئے دور دراز علاقوں کے سفر کیے اوران کی خوش قسمتی کہ ان کو بہترین اساتذہ (جو اپنے وقت کے شیوخ گردانے جاتے تھے) سے اکتسابِ فیض کا موقع میسر آیااور انہوں نے اس سے بھرپور فائدہ بھی اٹھایا۔ مختلف شعبہ ہائے علوم اسلامیہ میں ابن الملقن کی خدماتِ علمیہ کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے ابن قاضی شہبہؒ کے اس قول کی خاصی تائید حاصل ہوئی، ابنِ قاضی الشھبہ "طبقات الشافعیہ" میں فرماتے ہیں:"الشیخ، الامام، العالم، العلامه، عمدة المصنفين "[30]۔ (ابن الملقن) شیخ، امام، عالم، علامہ اور اعلیٰ درجے کے مصنف ہیں۔

References

[1] Muḥammad bin Ismāʿīl Al-Bukhārī, *Al-ṣaḥīḥ Al- Bukhārī*(Beirūt:Dār tūq Al-Najāh, 1422AH),4:1919.

[2] Muḥammad Kamāluddīn ʻAzuddin,*Ibn al-Mulaqqin Muarrakhan*(Beirūt:Dār ʻAālam Al-kutab, 1987AD),10.

[3] Aḥmad bin ʻAli Ibn-e- Hajar al-ʿasqalānī, *Imbā Al-Ghamar bi Ambā Al-ʿUmar*(Qāhirah:Al-Majlis al-aʿlā Lisshuūn al-Islāmiyah, 1998AD), 2:5.

[4] Shamsuddin Muḥammad bin ʻAbdul Rahmān Al-Sākhawī,*Al-Daū Al-Lāmiʿ, Li-Ahlil Al-Qarn Al-Tasʿ*(Beirūt: Darul Jīl, S.N),6:100-105.

[5] Aḥmad bin ʻAli Ibn-e- Hajar al-ʿAsqalānī,*Al-Majmaʿ Al-Muassis Le Muʿjam Al-Mufahris* (Beirūt: Dār Al Mʿarifah, 1992AD),2:320.

[6] Muḥammad bin Fahad Almakkī,*Liḥazzi Al-ḥāz, Bi ZaīL Tabqāt Al-ḥuffāz*(Beirūt: Dār Al-kutab Al-ʿalmiyyah,1998AD),286.

[7] Al-Sākhawī,*Al-Daū Al-Lāmiʿ*,6:104.

[8] Al-Sākhawī,*Al-Daū Al-Lāmiʿ*,6:101.

[9] Al-Sākhawī,*Al-Daū Al-Lāmiʿ*,6:105.

[10]Hāfiz Jlāluddīn bin Abdul Rahmān Al-Suūtī,*ZaīL Tabqāt Al-ḥuffāz Li Al-Dhabī*(Beirūt: Dār Al-Kutub Al-'Ilmiyyah,1998AD),537.

[11] 'Allāmah Muḥammad bin 'Alī Al-Shūkānī,*Al-Badru Al-tāla Bi mḥāsin min Bʿdi Ahlil Al-qarni Al-Tāsiʿ*(Qāhirah:Dār Al-Kitāb Al-Islāmī,S.N),1:510.

[12] Khālid Maḥmūd Al-Ribāt,*Muqaddimah-Al-Taḥqīq Al-Tūdīḥ Li sharḥi Al-Jāmi'a Al-Ṣaḥīḥ* (Qatar:Adārah Al-Shuūn Al-Islamiyyah,2008AD),1/365

[13] Muṣtafā Abul Ghaīz Abdul Ḥaī,Abū Muḥammad Abdullah bin Sulīmān,Abū 'Ammār Yāsir bin Kamāl,*Muqaddimah-Al-Taḥqīq al-Badr Al-Munīr*(Riyādh: Dār Al-hijrah, 2004AD),1:214.

[14] Ḥājī Khalīfah Muṣtafā bin Abdullah Chalbī,*Kashaf Al-Zunūn 'An Asāmī Al-Kutub Wa Al-fanūn*(Beirūt: Dār aḥyā Al-Turāth Al-'Arabī,s.N),2:1873.

[15]Abdullah bin Sa'af Al-Lihyani,*Muqaddimah Tuḥfah Al-Muḥtāj Ilā Adillah-Al-Minhāj*(Makkah-Al-Mukaramah:Dār ḥirā Lilnashri ū Al-tūzīḥ, 1986AD),1:95.

[16] Almakkī,*Liḥazzi Al-ḥāz*,140.

[17] Abū ḥafṣ 'Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin,*Tabqāt Al-Aūliyāa*(Qāhirah:Maktabah Al-Khānji, 1994AD),548.

[18] Muḥammad Kamāluddīn,*Ibn Al-Mulaqqin Muarrakhan*,25.

[19] Nūruddīn Sharbiah,*Muqaddimah Tabqāt Al-Aūliyāa*(Qāhirah:Maktabah Al-Khānji, 1994),3.

[20] Bukhārī, Al-ṣaḥīḥ,Hadith no:1.

[21] Abū ḥafṣ 'Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin,*Tuḥfah Al-Muḥtāj Ilā Adillah-Al-Minhāj*(Makkah-Al-Mukarramah:Dār ḥirā Lilnashri ū Al-tūzīḥ, 1986AD),2:608.

[22] 'Abdullah bin Sa'af Al-Lihyani,*Muqaddimah Tuḥfah Al-Muḥtāj*,1:69

[23]Abū ḥafṣ 'Umar bin Ali bin Aḥmad Ibn Al-Mulaqqin,*Ghāyah Al-Ssūl fi Khaṣāṣ Al-Rasūl* (Beirūt:Dārul Bashāir Al-Islāmiyyah,1993), 87.

[24]Ibn Al-Mulaqqin,*Ghāyah Al-Ssūl*,102.

[25] Ibn Al-Mulaqqin,*Ghāyah Al-Ssūl*,95.

[26] Ibn Al-Mulaqqin,*Ghāyah Al-Ssūl*,100.

[27] Ibn Al-Mulaqqin,*Ghāyah Al-Ssūl*,299-300.

[28]Al-'Asqalānī,*Al-Majmaʿ Al-Muassis*,318.

[29] Mālik bin Ans,*Al-Muattā*(Beirūt:Dār Ahyā Al-'Ulūm, S.N),Hadith no:1395.

[30]Taqī Al-dīn Abū Bakar bin Aḥmad Ibn-e-Qāzī Shahbah, *Tabqāt Al-Shāfʿiyyah*(Beirūt:'Aālam Al-Kutub, 2010AD),4:53.